# اسلامی بیداری کی اہمیت

صفدر رضوی

اسلامی بیداری کی ضرورت ہر دور اور ہر عہد میں محسوس کی گئی اور اس زمانے میں موجود ذمہ داروں نے اس کام کو بخوبی انجام دیا۔اسی کا نتیجہ ہے کہ لوگوں کو عظیم تحریک کی اہمیت اور اس کی حقیقی طاقت کا اندازہ ہوگیا ہے۔ چاہے اپنے ہوں یا غیر، انہیں معلوم ہے کہ اسلامی بیداری کے ذریعہ ایسے ایسے انقلاب لائے جاسکتے ہیں جس سے بگڑے ہوئے نظام کو درست کرنے میں کوئی دشمواری نہ ہوگی۔ اسلامی بیداری کی طاقت کا جیتا جاگتا نمونہ امام خمینیؒ نے ایران میں پیش کیا جس کے ذریعے انہوں نے رضا شاہ پہلوی کی ایک ایسی طاقت کو اکھاڑ پھینکا جس کی جڑیں مضبوط ہوچکی تھیں۔

کسی بھی سماج یا ملک میں اسلامی بیداری اس وقت آسکتی ہے جب ایسے رہنما سامنے ہوں جو اسلام کو اچھی طرح جانتے ہوں، ائمہ کو اچھی طرح پہچانتے ہوں، قرآن کی آیتوں سے پوری طرح واقف ہوں، پیغمبر محمد مصطفیٰؐ کی تعلیمات سے آگاہ ہوں، اس کے لئے یہ ضروری ہے کہ ان کے دماغ میں معصومینؑ کے دور میں پیش آنے والے تمام واقعات ہوں اور موقع کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے انہوں نے کب اور کس طرح کا قدم اٹھایا، اس کی نزاکت کو سمجھتے ہوں۔

آج کے زمانے میں اسلامی بیداری کی سخت ضرورت ہے لیکن آج ایسا کام نہیں ہوپارہا ہے جس کی ضرورت ہے اس وجہ سے سماج بگڑ رہا ہے۔ ہرطرف افراتفری کا ماحول ہے۔آج لوگوں میں اسلامی بیداری بہت کم ہے اسی لیے وہ اسلام کی گہرائیوں سے واقف نہیں ہیں۔ حالات یہاں تک پہنچ گئے ہیں کہ لوگ اماموں کی تعلیم سے دور ہیں۔ علمائے دین سے دوری اختیار کیے ہوئے ہیں۔آج ایسا وقت ہے کہ جب ہرطرف سے یہ دعویٰ کیا جارہا ہے کہ اسلامی بیداری کے لئے بہت کام کیا جارہا ہے ۔لیکن اس کا کوئی نتیجہ سامنے نہیں آرہا ہے۔ بے شمار دولت خرچ ہونے کے باوجود سماج میں سدھار نہیں آرہا ہے جس کی ضرورت ہے۔

اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے آج سماج کو بگاڑنے کا جتنی تیزی سے کام ہورہا ہے اتنی تیزی سے اسلامی بیداری کے لئے کام نہیں ہورہاہے۔ شیطان ممالک کی کوشش یہ ہے کہ ان لوگوں کا

دھیان اسلام سے ہٹادیا جائے جو رہبر انقلاب امام خمینیؒ کے انقلاب کے بعد اسلام کی طرف مائل ہورہے تھے۔ امام خمینیؒ کی طاقت کو جس ملک نے اچھی طرح پہچانا ہے اس کا نام امریکہ ہے۔ امریکہ کو یہ پتہ ہے کہ امام خمینیؒ کے ہاتھوں ایسے اسلام کا دامن ہے جسے معصومینؑ نے اپنی محنتوں اور خون سے سینچا ہے۔ پیغمبروں اور ائمہ نے تمام تکلیفوں کر برداشت کرنا گوارہ کیا لیکن ایک لمحہ کے لئے بھی اسلام میں ملاوٹ نہیں کی۔ اور کسی پر ظلم نہیں کیا۔ جہاں ظلم ہوتا ہے وہاں تلوار ہوتی ہے اور یہ تلوار بے خطا لوگوں پر چلتی ہے۔ اسلام کسی کو ظلم کی تعلیم نہیں دیتا۔

اسلامی بیداری کے لئے جو طریقہ پیغمبرؐ نے پیش کیا۔ جب تک اس طریقے سے کام نہیں کیا جائے گا تب تک لوگوں میں بیداری نہیں آسکتی۔ لوگوں میں بیداری کیلئے ضروری ہے کہ ان کے دل کو جیت لیا جائے۔ ایک بڑھیا جو پیغمبرؐ پر کوڑا پھینکتی تھی پیغمبرؐ کے اچھے اخلاق سے بڑھیا اپنے کیے پر شرمسار ہوئی تو اسے پیغمبرؐ کے سامنے جھک جانا پڑا۔ اور اسلام کا کلمہ پڑھنے کیلئے خود بخود مجبور ہونا پڑا۔ پیغمبرؐ نے اسے دین اسلام کو قبول کرنے کیلئے مجبور نہیں کیا تھا بلکہ اس نے خود کہا کہ اے رسولؐ! مجھے کلمہ پڑھائیے۔ اس سے صاف واضح ہوجاتا ہے کہ رسولؐ نے اس کے دل ودماغ کو اپنے عمل سے ایسا جھنجھوڑ دیا تھا کہ وہ ظلم اور اندھیرے سے نکل کر اجالے کی طرف آنے کیلئے تڑپنے لگی اور اس کے اندر اسلامی بیداری آگئی۔

رسولؐ اور رسولؐ کے زمانے میں رونما ہونے والے حالات کا مطالعہ وتجزیہ کرلیا جائے تو انسان میں اسلامی بیداری خود بخود پیدا ہوجائے۔ اسلامی بیداری ان تمام چیزوں سے روکتی ہے جو لوگوں کو اسلام سے دور کرتی ہیں۔ آج لوگ دنیا کی طلب میں مارے مارے پھر رہے ہیں۔ انہیں اس بات کا ذرا بھی خوف نہیں کہ یہ دنیا پرستی ان کے لئے، ان کے سماج اور ان کی نسلوں کے لئے کس قدر مضر ہے۔ لیکن ہر آدمی دنیا کی چمک دمک کو حاصل کرنے کے لئے سب کچھ بھول جاتا ہے۔ اگر لوگوں کے سامنے جانشین رسولؐ حضرت علیؑ کی زندگی ہوتی تو شاید ان میں اسلامی بیداری ہوتی اور لوگ کم سے کم اتنا تو جانتے کہ مولا کی نظر میں دنیا کی اہمیت کیا ہے۔

حضرت علیؑ دنیا اور امور دنیا سے حد درجہ بیزار تھے۔ آپ نے دنیا کو مخاطب کرکے بارہا کہا کہ ''اے دنیا غُرّی غیری'' جا کسی اور کو دھوکا دے میں نے تجھے طلاق بائن دی ہے۔ جس کے بعد رجوع کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ابن طلحہ شافعی لکھتے ہیں کہ ایک دن حضرت علیؑ نے جابر بن

عبد اللہ انصاری کو لمبی لمبی سانس لیتے ہوئے دیکھا تو پوچھا اے جابر کیا تمہاری ٹھنڈی سانس دنیا کیلئے ہے ؟ عرض کی مولا ہے تو ایسا ہی۔ آپ نے فرمایا جابر سنو! انسان کی زندگی کا دارومدار سات چیزوں پر ہے۔ یہی ساتھ چیزیں وہ ہیں جن پر لذّتوں کا خاتمہ ہے جن کی تفصیل یہ ہے۔

ا۔ کھانے والی چیزیں۔ ۲۔ پینے والی چیزیں۔ ۳۔ پہننے والی چیزیں۔ ۴۔ لذّتِ نکاح والی چیزیں۔ ۵۔ سواری والی چیزیں۔ ۶ سونگھنے والی چیزیں۔ ۷ سننے والی چیزیں۔

اے جابر ان کی حقیقتوں پر غور کرو۔ کھانے میں بہترین چیز شہد ہے۔ یہ مکھی کا لعاب دہن ہے۔ پینے کی بہترین چیز پانی ہے۔ یہ زمین پر مارا مارا پھرتا ہے۔ پہننے کی بہترین چیز دیباج ہے یہ کیڑے کا لعاب ہے۔ بہترین منکوحات عورت ہے جس کی حد یہ ہے کہ پیشاب کا مقام پیشاب کے مقام میں ہوتا ہے۔ دنیا اس کی جس چیز کو اچھی نگاہ سے دیکھتی ہے وہ وہی ہے جو اس کے جسم کی سب سے گندی شئی ہے۔ اور بہترین سواری گھوڑا ہے جو قتل وقتال کا مرکزی وسیلہ ہے۔ بہترین سونگھنے کی چیز مشک ہے جو جانور کے ناف کا سوکھا ہوا خون ہے۔ بہترین سننے کی چیز غنا ہے جو انتہائی گناہ ہے۔ اے جابر ایسی چیز کیلئے آخر ٹھنڈی سانس کیوں لی جائے۔ جابر کہتے ہیں کہ اس ارشاد کے بعد میں نے کبھی دنیا کا خیال نہیں کیا۔[۱]

حضرت علیؑ نے بتادیا کہ دنیا کو حاصل کرنے والا کتنے گھاٹے میں ہے۔ یہی دنیا لوگوں کو اللہ سے دور کرتی ہے۔ جو اللہ سے دور ہوگیا اس کی آخرت اچھی ہو یہ ممکن نہیں۔ تمام نبیوں اور اماموں نے یہی کہا کہ دنیا میں ایسی زندگی جیو، جس سے آخرت سنور جائے۔ اگر ہر آدمی میں ایسی زندگی جینے کا جذبہ آجائے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان میں اسلامی بیداری آچکی ہے۔ یہی بیداری انسان کو اللہ کی معرفت تک پہونچاتی ہے۔ جسے بھی اللہ کی معرفت حاصل ہوجائے وہ اپنے آپ اس سے متصل تمام کڑیوں سے جڑ جائے گا۔ اللہ کی معرفت کا مطلب ہے اللہ کو جاننا۔ پہچاننا اور اس کے رحم وکرم سے واقف ہونا۔ اگر انسان میں صرف اتنی بیداری آجائے کہ وہ جو عمل کررہا ہے اسے اللہ دیکھ رہا ہے تو سمجھئے کہ اس میں اسلامی بیداری ہے۔ اللہ کی یہی معرفت اسے ان اعمال سے روک دے گی جو اسلام کے خلاف ہیں اور اللہ نے اپنے نبیوں اور اماموں کے ذریعے جس عمل کو کرنے کیلئے کہا ہے وہ کرنے لگے گا۔

امام جعفر صادقؑ سے منقول [۲] ہے کہ ایک شخص نے حضرت سے عرض کیا کہ مجھے خدا کی اس طرح پہچان کرائیں کہ گویا میں خدا کو دیکھ رہا ہوں حضرت نے اس سے سوال کیا کہ آیا کبھی تم نے

سمندر میں سفر کیا ہے۔ اس نے کہا جی ہاں۔ امام نے فرمایا ایسا بھی ہوا ہے کہ تمہاری کشتی سمندر میں ٹوٹ گئی ہو، کہا: جی ہاں اتفاق سے ایک سفر کے دوران اس طرح کا واقعہ پیش آیا ہے۔ فرمایا ایسی منزل بھی آئی کہ تمہاری امیدیں سب طرف سے قطع ہوگئی ہوں اور تم نے خود کو موت کے سامنے کھڑا پایا ہو۔ کہا جی ہاں یہ بھی ہوا ہے۔ فرمایا، کیا اس وقت نجات کی کوئی امید باقی تھی، کہا: جی ہاں۔ فرمایا: اس وقت جبکہ کوئی ذریعہ تمہاری نجات کا نہ تھا تمہاری امیدیں کس سے وابستہ تھیں؟ وہ شخص متوجہ ہوگیا کہ اس عالم میں گویا اس کے دل کا کسی ذات سے اس حدتک رابطہ قائم تھا کہ گویا اس کو دیکھ رہا ہے۔ یہ وہی کیفیت ہے جس کے لئے ہم نے عرض کیا کہ کبھی کبھی اضطراری طور پر انسان کی توجہ دنیا ومافیہا سے قطع ہوجاتی ہے اور انسان پر وہ حالت طاری ہوجاتی ہے کہ وہ خدا سے اپنے قلبی رابطے کو محسوس کرتا ہے۔ انسان یہ کام اپنے اختیار کے ساتھ بھی انجام دے سکتا ہے اور یہ امر اہمیت رکھتا ہے یعنی وہ سیر وسلوک جو ادیان حق میں قبولیت کا درجہ رکھتا ہے۔ اگر انسان خود کو اس صورت حال کا عادی بنالے تو اس منزل پر پہونچ جاتا ہے جس کے لئے امیر المومنینؑ نے فرمایا:

''ماکنت اعبد ربّاً لم اره'' میں اس خدا کی عبادت نہیں کرتا جس کو دیکھا نہیں ہے۔[۳]

حضرت علیؑ کے اس ارشاد سے صاف واضح ہے کہ لوگوں کو اللہ کی معرفت ہونی چاہئے۔ جب انہیں اللہ کی صحیح معرفت ہوگی تو وہ اللہ کے پسندیدہ دین کی تلاش میں نکلیں گے۔ ایسے میں کلام خدا قرآن مجید آواز دے گا انّ الدّین عند اللّٰہ الاِسلام اللہ کے نزدیک پسندیدہ دین اسلام ہے۔[۴]

جن لوگوں کے دلوں میں اللہ اور اس کے ائمہ اور اس کے قانون کی معرفت نہیں ان کے دلوں میں اسلامی بیداری کی شمع کبھی روشن نہیں ہوسکتی۔

کربلا کے میدان میں ایسے ہی لوگ جمع ہوئے تھے جنہوں نے امام حسینؑ کو گھیرنے، اذیت دینے اور یہاں تک کہ انہیں قتل کرنے میں ہچکچاہٹ محسوس نہیں کی۔ اگر ان میں اسلامی بیداری رہی ہوتی تو کیا وہ ایسا عمل کرتے؟ وہ بھی اس وقت جب امام حسینؑ بار بار خطبہ دے کر لوگوں کو بتارہے تھے کہ وہ کون ہیں۔ ان کے نانا رسولؐ خدا ہیں۔ ان کی ماں فاطمہ زہراؑ ہیں۔ ان کے بابا حضرت علیؑ ہیں ان کے بھائی امام حسنؑ ہیں۔ رسولؐ نے ان کے لئے کہا کہ'' حسین منّی و انا من الحسینؑ '' رسولؐ نے ان کے لئے یہ بھی کہا کہ'' جس نے حسینؑ کو اذیت دی اس نے مجھے اذیت

دی‘‘۔ ظاہر سی بات ہے کہ ان میں اسلامی بیداری نہیں تھی۔ امام حسینؑ نے یہ بھی بتادیا کہ لوگوں کے ضمیر مردہ کیوں ہوگئے ہیں۔ ان میں اسلامی بیداری کیوں نہیں پائی جاتی ہے کیونکہ ان کے شکم میں حرام کی غذا سے بھرے ہوئے ہیں اور حرام غذا سے ان کی رگوں میں بنا ہوا خون ہے۔

امام حسینؑ کے اس خطبے سے صاف واضح ہوجاتا ہے کہ حرام کی غذا اسلامی بیداری کے لئے کس قدر نقصان دہ ہے۔ اسلام کے خلاف کل جو کام یزید اور اس کے باپ دادا نے کیا تھا آج وہی کام امریکہ، اسرائیل اور اس کے ہم شریک ملک جو اسلام دشمن ہیں، کررہے ہیں۔ اس لئے آج بھی لوگوں میں اسلامی بیداری کے نام پر کیے جارہے کام کا اثر نہیں ہورہا ہے۔ ایک طرف شیطان اکبر امریکہ اور اس کے ساتھیوں کی دولت اسلام کے خلاف لٹ رہی ہے تو دوسری طرف تنہا ایران حلال رقم سے اسلامی بیداری کے لئے کام کرتا نظر آرہا ہے۔ چونکہ ایران کی نیت اور مقصد صحیح ہے اس لیے اس کی محنت برباد نہیں ہورہی ہے۔ آیت اللہ خمینیؒ نے ایران کے عوام کو اتنا زیادہ بیدار کردیا ہے کہ ان کے انتقال کے بیسوں سال بعد آج بھی ایران میں اسلامی بیداری دکھائی دے رہی ہے۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ ایران دوسرے ملکوں میں بھی اسلامی بیداری کے لیے کام کررہا ہے۔ آیت اللہ خمینیؒ نے اسلامی بیداری کا جو خاکہ کھینچا تھا آج بھی اس پر عمل ہورہا ہے۔ آیت اللہ خامنہ ای کو اس لئے مبارکباد دینا چاہیئے کہ انہوں نے امریکہ کے رہنماؤں کی لاکھ کوششوں کے باوجود امریکہ سے دوستی نہیں کی بلکہ امریکہ کو شیطان اکبر ہی سمجھا۔ آیت اللہ خمینیؒ نے اپنی وصیت میں امریکہ سے دور رہنے کی ہدایت کی ہے۔ اس ہدایت پر عمل کرکے ایران اور اس کے رہنماؤں نے یہ بتادیا کہ ان میں اسلامی بیداری ہے۔ امریکہ کے خلاف ایران کے صدر احمدی نژاد کا بے باک بیان اس بات کا جیتا جاگتا ثبوت ہے کہ آج بھی ایران میں آیت اللہ خمینیؒ کی روشن کی ہوئی اسلامی بیداری کی شمع روشنی دے رہی ہے۔

بہرحال اسلامی بیداری کے ذریعے ہی لوگوں میں انسانیت باقی رکھی جاسکتی ہے۔ جب تک انسانیت قائم رہے گی۔ تب تک لوگوں کو ظلم سے بچایا جاسکتا ہے۔ اسلامی بیداری ہی وہ طاقت ہے جس کے ذریعے انقلاب برپا کیا جاسکتا ہے اور بڑی سے بڑی طاقت کو پست کیا جاسکتا ہے چاہے وہ امریکہ جیسی طاقت کیوں نہ ہو۔ آیت اللہ خمینی کے بعد اسلام کے ایک سچے رہنما سید حسن نصر اللہ نے امریکہ اور اسرائیل کی تمام کوششوں کو مٹی میں ملادیا۔ نصر اللہ نے خود اپنی تقریر میں کہا کہ ۲۰۰۶ء میں

ہوئی جنگ میں لبنان کی کامیابی کیلئے نہ کوئی ہتھیار نہ کوئی فوجی حکمت عملی کا وجود تھا لیکن مزاحمت تحریک دشمن سے نہ ڈرنے والے اور میدان جنگ سے نہ بھاگنے والے مجاہدین کی برکت سے اس جنگ میں کامیابی ملی۔ اگر لوگوں میں اسلامی بیداری نہ ہوتی تو وہ میدان جنگ میں ڈٹے رہنے کا نمونہ پیش نہیں کرتے۔

حوالے:

۱۔مطالب السؤول۔ص ۱۹۱

۲۔توحید صدوق ،مطبوعہ تہران، ناشر مکتبہ صدوق ۱۳۸۷ھ ص ۲۱۳

۳۔اصول کافی ،جلد اوّل ،ص ۹۸

۴۔سورۂ آل عمران، آیت ۱۱۹

☆